کتابتِ حدیث کی ممانعت واجازت پر مشتمل احادیث کا تحقیقی مطالعہ

A RESEARCH STUDY OF HADITHS CONTAINING THE PROHIBITION AND PERMISSION OF WRITING HADITH

DR HAFIZ MUHAMMAD YUNUS
Visiting faculty, NED University of Engineering and Technology.

Email: hafizyunusasri@gmail.com

Yunus, Muhammad **"A Research study of Hadiths containing the Prohibition and Permission of Writing Hadith"** Al-Raheeq International Research Journal Vol 2, Issue. 2 (December 23, 2023). Pg. No: 26-41

Journal	Al-Raheeq International research Journal
Journal homepage	https://alraheeqirj.com
Publisher	Al Madni Research Centre
License:	Copyright c 2023 NC-SA 4.0 www.alraheeqirj.com
Published online:	2023-12-29
ISSN No:	
Print version:	2959-7005
Online version:	2959-7013

Open Access

CC BY NC SA

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 2, No. 2 || July-December 2023 || P. 26-41

کتابتِ حدیث کی ممانعت واجازت پر مشتمل احادیث کا تحقیقی مطالعہ

Abstract:

Since the religion of Islam needed writing to publicize the affairs of the state and the commands of revelation, the Messenger of Allah (PBUH) advised his honorable companions to learn to write after the spread of Islam. In this regard, about forty writers. Revelation played its part in this important mission, writing for this task was not limited to men, but women also participated who sought knowledge in their homes. Then after the spread of the Companions in the cities, the scope of education expanded and the circles of knowledge increased many times, but it did not happen in the Prophet's era that the Sunnah of the Prophet was systematically and systematically written down. The problem of writing or not writing the hadith has been discussed with great intensity by the Orientalists and those who deny the authenticity of the hadith, but the research

and comparison of both types of traditions solves this problem as well as every era. The bright history of commitment to the service of Hadith among the people of Islam makes the reality of this problem clear. The Holy Prophet (PBUH) forbade the writing of hadiths for many reasons. One of the reasons was that the Holy Qur'an should not be mixed with the hadiths, and also for the reason that the Qur'an should not be neglected or neglected, as well as the Jews. And Christian writings should not be confused with religious texts. There are other reasons besides this. However, after that, the Holy Prophet (PBUH) gave permission for writing, the Companions wrote memoirs, Amr Ibn As (RA) wrote "Sadiqah", Abu Huraira (RA) had a collection of hadiths, the Nisaab of Zakat of the Holy Prophet (PBUH). It existed from the writings of the Prophet (PBUH). Prayers, fasting, Hajj have been proved frequently.

Key words: Hadith, Religious scripture, Islamic Scripture, Hadith writing, Hadith codification, Hadith narration, Hadith Sciences

تمہید:

دین اسلام کو چونکہ امورِ مملکت اور وحی کے احکام کو عام کرنے کے لیے تحریر کی ضرورت تھی اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے پھیلنے کے بعد اپنے معزز صحابہ کو لکھنا سیکھنے کی تلقین کی۔اس سلسلے میں تقریباً چالیس کاتبینِ وحی نے اس اہم مشن میں اپنا کردار ادا کیا،اس کام کے لیے لکھنا صرف مردوں تک محدود نہیں تھا، بلکہ خواتین نے بھی حصہ لیا تھیں جو اپنے گھروں میں علم حاصل کرتی تھیں۔ پھر صحابہ کرام کے شہروں میں پھیلنے کے بعد تعلیم کا دائرہ وسیع ہوا اور علمی حلقوں میں کئی گنا اضافہ ہوا، لیکن عہد نبوی میں ایسا نہیں ہوا کہ سنت نبوی کو منظم اور مرتب طور پر مدون کیا گیا جائے۔

قرآن و سنت کی حفاظت ہی کی غرض نے سے ابتدائی طور پر خلفائے راشدین کے دور میں صحابہ کرام نے احادیث کو مدون نہ کیا البتہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں لوگوں کو اس طرف توجہ دلائی لیکن پھر خود ہی اس ڈر سے رک گئے کہ کہیں قرآن کریم ور احادیث تحریر میں مخلوط نہ ہو جائیں۔[1] اہل علم نے اس حوالے سے بھی وضاحت کی ہے کہ جب منع کے اسباب نہ رہے تو صحابہ نے احادیث لکھنے کو اہمیت دی۔ پھر تابعین نے احادیث کی تدوین کا اہتمام کیا اور ان کی دلچسپی صحابہ کی دلچسپی سے کم نہ تھی، حدیث لکھنے اور اس کے لکھنے کی اجازت دینے والوں میں سعید بن المسیب، الحسن البصری، شعبی اور ہمام بن منبہ شامل ہیں۔[2] یہ قرون اولیٰ کے لوگ تھے، تابعین کرام احادیث کو ہر قسم کی تحریف و تبدیلی سے بچانے کے لیے بھی ضوابط وضع کیے۔ مثلاً لکھی ہوئی شے کا اصل سے یا شیخ

---

[1] مصطفى بن حسني السباعی(1982)، السنة ومكانتها في التشريع الإسلامي)الطبعة الثالثة)، دمشق: المکتب الاسلامی، جزء1، ص 105-104.

[2] محمد عجاج بن محمد تمیم بن صالح بن عبداللہ الخطیب(1980)،السنة قبل التدوين (الطبعة الثالثة)، بیروت: دار الفکر للطباعة والنشر والتوزيع، جزء1، ص309-298.

سے مراجعہ کرنا ضروری ہے۔اس قسم کے دیگر ضوابط حفاظت حدیث میں بڑے مؤثر ثابت ہوئے۔ بہر حال پھر دوسری صدی ہجری سے احادیث کی کتابیں مرتب ہوئیں جو تاحال متداول ہیں۔[3]

حدیث کے لکھنے یا منع کے مسئلہ کو مستشرقین اور حدیث کی حجیت کا انکار کرنے والوں کی طرف سے بڑی شد ومد کے ساتھ زیر بحث لایا گیا ہے مگر دونوں قسم کی روایات کی تحقیق و تقابل یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے نیز ہر دور میں اہل اسلام کی خدمت حدیث سے وابستگی کی روشن تاریخ اس مسئلہ کی حقیقت کو واضح کر دیتی ہے۔اس سلسلے میں مولانا اسماعیل سلفی لکھتے ہیں:

"اس موضوع کو مخالفین حدیث نے بہت پھیلایا ہے۔ بعض نے مذاق سے اور بعض نے درد مندی سے فن حدیث پر بحث فرمائی ہے۔اس وضاحت کے بعد کہ حدیث کا درجہ بلحاظ نقل قرآن کے بعد ہے، یہ بحث بے جان سی معلوم ہوتی ہے۔ حضری پراپیگنڈہ کے سوا اس میں کچھ بھی نہیں۔ یہ معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کے لکھنے سے روکا۔اس کے مختلف وجوہ تھے (1) :قرآن سے بے توجہی نہ ہو۔ (2) نظم قرآن میں خلط نہ ہو۔ (3) یہودی اور مسیحی نوشتے دینی نصوص کے ساتھ خلط نہ ہو جائیں۔اس کے علاوہ اور بھی وجوہ ہیں، جن کا تذکرہ ابن عبدالبر نے جامع میں اور دوسرے ائمہ حدیث نے بھی فرمایا ہے۔اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر کی اجازت دی، صحابہ نے یادداشتیں لکھیں، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ''صادقہ'' لکھا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس احادیث کا ایک ذخیرہ تھا، مقادیرِ زکوٰۃ، نصابِ زکوۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر سے موجود تھا۔ نماز، روزہ، حج تواتر سے ثابت ہو چکے۔اذکارِ نماز آپ کی سنت مصطلحہ سے ثابت ہیں، بلکہ جو اختلافات آپ حضرات کے لیے اضطراب کا سبب ہیں، وہ اختلافات بھی آپ کی اصطلاحی سنت میں آجاتے ہیں۔یعنی نماز بایں اختلافات زمانہ عمر رضی اللہ عنہ میں موجود تھی۔ کتابت کی ممانعت : جہاں تک تحریر سے نہی کا خلجان تھا، وہ اس اجازت سے ختم ہو جاتا ہے۔ یہ شبہ تو باقی نہیں رہتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روکنے کے بعد کیوں لکھا گیا؟اب یہ ذخیرہ کتنا تھا : تھوڑا تھا یا زیادہ؟ یہ کوئی اساسی سوال نہیں۔آپ حضرات کو حدیث پر اعتراض ہے کہ اس کی حفاظت کے لیے خدا تعالیٰ کا وعدہ نہیں۔ جو کچھ ہوا، وہ انسانی کوشش ہے۔(اس شبہ کا مفصل تذکرہ آگے آئے گا) اگر ساری حدیث لکھ لی جاتی، حفاظِ قرآن کی طرح حافظ اس کا دور کرتے، تراویح پڑھی جاتی، تو پھر بھی یہ انسانی کوشش تھی اور آپ کا شبہ بدستور

[3] رفعت بن فوزي عبدالمطلب،توثيق السنة في القرن الثاني الهجري أسسه واتجاهاته،مصر:مكتبة الخنانجي،ص60-63.

قائم رہتا۔ کتابت میں غلطیاں ہوتیں، کاتب انسان ہوتے، پھر بھی انسانوں کا عذر آپ حضرات کے لیے اضطراب کا سبب ہوتا۔ حدیث حفظ ہوتی، حافظ دور کرتے، پھر بھی یہ حافظ انسان ہوتے اور آپ کی یہ بے قراریاں اور غم گساریاں بدستور قائم رہتیں۔ ہم اس ذخیرہ کو علی علاتہ (خامیوں کے باوجود) قبول کرتے ہیں، اس لیے انسانی استطاعت سے جو ہو سکتا تھا، ہو چکا۔"[4]

کتابت احادیث پر رسول کریم ﷺ کے فرامین

اس تمہید کے بعد موضوع کے حوالے سے اس نکتے کو بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ حدیث لکھنے کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کے واشگاف اور واضح ترین فرامین موجود ہیں۔ جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

ا۔ حدیث عبداللہ بن عمرو

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ احادیث لکھنے کی اجازت مانگی تو نبی کریم نے اجازت دے دی عبداللہ بن عمرو کے اس صحیفے کو صحیفہ صادقہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔[5] ایک حدیث میں سیدنا عبداللہ بن عمرو کے اجازت طلب کرنے کے حوالے سے کچھ تفصیل ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی ہر بات کو لکھ لیا کرتا تھا تاکہ کوئی بات رہ نہ جائے اور سب کچھ محفوظ ہو جائے لیکن قریشیوں میں سے کسی نے مجھے روکا نبی کریم ﷺ کبھی غصے میں ہوتے ہیں تو کبھی خوش ہوتے ہیں ہر حال میں ہر بات لکھنے کے قابل نہیں ہوتی میں نے لکھنا چھوڑ دیا اور نبی کریم ﷺ کو اس کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے اس موقع پر اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اُكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ"[6]

---

[4] محمد اسماعیل سلفی، مولانا، مقالات حدیث، ام القری پبلیکیشنز، 2012ء ص 559، 560

[5] أبو بكر أحمد بن علي الخطيب البغدادي، تقييد العلم ، إحياء السنة النبوية، بيروت، ص 85

[6] أبوداود سليمان بن الأشعث الأزدي السِّجِسْتاني، سنن أبي داود، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت، كتاب العلم ، باب في كتاب العلم، رقم الحديث: 3646

ترجمہ: "لکھا کرو، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس سے سوائے حق کے اور کچھ نکلتا ہی نہیں ہے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو پہلے ہی سے لکھا کرتے تھے مگر کسی روکنے پر رکے اور رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو ایسی مہر ثبت ہوئی کہ انہوں نے مزید اہتمام کے ساتھ لکھنا شروع کر دیا اور ایک صحیفہ الصادقہ کے نام سے وجود میں آگیا۔

۲۔حدیث ابو ھریرہ

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ حفظ و اتقان میں بڑا مقام رکھتے تھے ، ابتدائی طور پر احادیث یاد کرتے مگر بھول جاتے ایک دن نبی کریم ﷺ سے دعا کی گذارش کی پھر اس کے بعد سے کبھی نہ بھولے یہی وجہ ہے کہ صحابہ میں سے سب سے زیادہ احادیث کے راوی آپ ہی ہیں گو کہ انہیں یہ لگتا تھا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو کی روایات زیادہ ہوں گی مگر ایسا نہ ہو سکا ان کی اس توقع کا سبب وہ خود یوں بیان کرتے ہیں:

"مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلاَ أَكْتُبُ"[7]

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے مجھ سے زیادہ احادیث بیان کرنے والا کوئی نہ تھا سوائے عبداللہ بن عمرو کے کیونکہ وہ احادیث کو لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دور میں سیدنا عبداللہ بن عمرو کا لکھنا بالتسلسل رہا اور وہ اس اہتمام کے ساتھ لکھتے تھے جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوا کہ ابو ھریرہ کو بھی ایسا لگا کہ وہ کثرتِ روایات میں ان سے آگے نکل جائیں گے مگر واقع میں ایسا ہو نہ سکا۔ روایات کی تعداد میں ابو ھریرہ ہی کو فوقیت حاصل ہوئی۔

۳۔حدیث علی

[7] محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، صحیح البخاري. دار طوق النجاة. الطبعة الأولى،1422ه،کتاب العلم . باب کتابة العلم ،رقم الحدیث:113

اس حوالے سے سیدنا علی سے بھی ایک روایت مروی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی احادیث لکھتے تھا جیسا کہ ابو جحیفہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تمہارے پاس کتاب ہے تو انہوں نے کہا نہیں الا یہ کہ کتاب اللہ ہے اور ایک مسلمان شخص کو حاصل ہونے والا فہم ہے یا جو اس صحیفے میں ہے، ابو جحیفہ کہتے ہیں میں نے پوچھا: اس صحیفے میں کیا ہے؟ سیدنا علی نے جواب دیا:

"العَقْلُ، وَفَكَاكُ الأَسِيرِ، وَلاَ يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ"[8]

ترجمہ: "دیت کے احکام، قیدی کو چھڑانے کا بیان اور یہ کہ کسی مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔"

۴۔ابو شاہ کو لکھ کر دینے کا حکم

سیدنا ابو ھریرہ فرماتے ہیں فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا:

"خبر دار! مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا۔ آگاہ رہو! یہ میرے لیے بھی دن میں ایک گھڑی کے لیے حلال ہوا تھا۔ خبر دار! وہ اس وقت بھی حرام ہے۔ وہاں کے کانٹے نہ کاٹے جائیں، نہ اس کے درخت قطع کیے جائیں، اعلان کرنے والے کے علاوہ وہاں کی گری ہوئی چیز کوئی نہ اٹھائے۔ اور جس کا کوئی عزیز مارا جائے، اسے دو میں سے ایک کا اختیار ہے: دیت قبول کرلے یا قصاص دلوایا جائے۔" اس خطبہ کو سن کر یمن کا ایک شخص ابو شاہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے یہ لکھ کر دے دیں، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اكْتُبُوا لِأَبِي شَاه"[9]

ترجمہ: "ابو شاہ کو لکھ کر دے دو۔"

---

[8] محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، صحيح البخاري، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، 1422ه، كتاب العلم، باب كتابة العلم، رقم الحديث: 111، وفی موضع اخر فلینظر رقم الحدیث: 3172، 3179، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري، صحيح مسلم، دار إحياء التراث العربي—بيروت، كتاب الحج، باب فضل المدينة، ودعاء النبي صلى الله عليه وسلم فيها بالبركة، وبيان تحريمها، وتحريم صيدها وشجرها، وبيان حدود حرمها، 1370۔

[9] محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، صحيح البخاري، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، 1422ه، كتاب في اللقطة، باب كيف تعرف لقطة أهل مكة، رقم الحديث: 2434، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري، صحيح مسلم، دار إحياء التراث العربي—بيروت، كتاب الحج، باب تحريم مكة وصيدها وخلاها وشجرها ولقطتها، إلا لمنشد على الدوام، 1355۔

۵۔ حدیث عبداللہ بن عباس

سیدنا عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ بہت بیمار ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"ائْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لاَ تَضِلُّوا بَعْدَهُ"[10]

ترجمہ: "لکھنے کا سامان لاؤ تاکہ میں تمہارے لیے ایک تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہ نہیں ہوگے۔"

مگر چونکہ نبی کریم ﷺ کی بیماری کی شدت زیادہ تھی اس لیے صحابہ نے بہتر جانا کہ نہ لکھا جائے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کے باہمی شور و غل کو سنتے ہوئے کہا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔اس حدیث پر تفصیلی کلام کا یہ محل نہیں مگر اس یہ مسئلہ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آخری موقع پر نبی کریم ﷺ کا خود کچھ لکھ کر دینے کا اظہار کرنا کتابت حدیث پر منع کی احادیث کی حیثیت کو واضح کردیتا جن کا تذکرہ آگے نیز یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا اس معاملے میں آخری عمل کیا تھا۔

منعِ کتابت کی احادیث:

ا۔ پہلی حدیث

"لَا تَكْتُبُوا عَنِّي، وَمَنْ كَتَبَ عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ"[11]

ترجمہ: "میری طرف سے نہ لکھو، اور جس شخص نے میری طرف سے قرآن مجید کے علاوہ کچھ لکھا اسے مٹا دے۔"

یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی اور موقوف و مرفوع ہونے کے حوالے سے بھی اہل علم نے یہ کلام کیا ہے کہ اہل علم کی رائے میں اس کے موقوف و مرفوع ہونے کے بارے میں اختلاف ہے، جیسا کہ:

---

[10] محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، صحيح البخاري، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، 1422ه، كتاب العلم ، باب كتابة العلم ، رقم الحديث: 114، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري، صحيح مسلم، دار إحياء التراث العربي—بيروت، كتاب الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه، 1637

[11] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري، صحيح مسلم، دار إحياء التراث العربي—بيروت، كتاب الزهد والرقائق، باب التثبت في الحديث وحكم كتابة العلم، 3004

ابو زھو کہتے ہیں بعض علماء کے نزدیک مرفوع وموقوف دونوں طرح مروی ہونے میں سے اس حدیث کا موقوفاً مروی ہونا ارجح ہے جیسا کہ امام بخاری نے کہا۔[12] خطیب بغدادی نے بھی اس بات کو بیان کیا ہے۔[13] حافظ ابن حجر نے یہی موقف دیگر متقدمین محدثین کی طرف منسوب کیا، لہذا یہ قابل دلیل نہیں۔

اس حدیث کی روشنی میں گو کہ بعض اہل علم نے لکھنے کو مناسب نہیں جانا لیکن اکثر اہل علم نے لکھنے کو جائز سمجھا بالخصوص دیگر دلائل کی روشنی میں کما مر۔ ابن الصلاح فرماتے ہیں:

"وَلَعَلَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ فِي الْكِتَابَةِ عَنْهُ لِمَنْ خَشِيَ عَلَيْهِ النِّسْيَانَ، وَنَهَى عَنِ الْكِتَابَةِ عَنْهُ مَنْ وَثِقَ بِحِفْظِهِ، مَخَافَةَ الِاتِّكَالِ عَلَى الْكِتَابِ. أَوْ نَهَى عَنْ كِتَابَةِ ذَلِكَ حِينَ خَافَ عَلَيْهِمُ اخْتِلَاطَ ذَلِكَ بِصُحُفِ الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ، وَأَذِنَ فِي كِتَابَتِهِ حِينَ أَمِنَ مِنْ ذَلِكَ."[14]

اسی قسم کی بات ابن الملقن [15]، ابو اسحاق الجعبری [16]، ملا علی قاری [17]، نے کی ہے۔ بعد میں اہل علم کا کتابت پر اجماع ہو گیا ہے۔[18]

علامہ سیوطی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

---

[12] محمد أبو زهو، الحديث والمحدثون، دار الفكر العربي، 1378ھ، ص 123

[13] أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي، تقييد العلم للخطيب البغدادي، إحياء السنة النبوية بيروت، ص 31

[14] عثمان بن عبد الرحمن، أبو عمرو، تقي الدين المعروف بابن الصلاح. معرفة أنواع علوم الحديث، دار الفكر- سوريا، دار الفكر المعاصر– بيروت، 1406ھ، ص 182۔

[15] ابن الملقن سراج الدين أبو حفص عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري، المقنع في علوم الحديث، دار فواز للنشر– السعودية، الطبعة الأولى، 1413ھ۔ الجزء 1 ص 341

[16] برهان الدين أبو إسحاق إبراهيم بن عمر بن إبراهيم بن خليل الجعبري، رسوم التحديث في علوم الحديث، دار ابن حزم- بيروت، الطبعة الأولى، 1421ھ

[17] علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري، شرح نخبة الفكر في مصطلحات أهل الأثر، دار الأرقم بيروت، ص 799

[18] عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي، تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي، دار طيبة، الجزء 1 ص 493

"لَا تكْتبُوا عني إِلَى آخِره هَذَا مَنْسُوخ بالأحاديث الْوَارِدَة فِي الْإِذْن فِي الْكِتَابَة وَكَانَ النَّهْي حِين خيف اخْتِلَاطه بِالْقُرْآنِ فَلَمَّا أَمن ذَلِك أذن فِيهَا وَقيل مَخْصُوص بِكِتَابَة الحَدِيث مَعَ الْقُرْآن فِي صحيفَة وَاحِدَة لِئَلَّا يخْتَلط فيشتبه على الْقَارئ"[19]

ترجمہ: "نبی کریم کی مذکورہ حدیث لکھنے کی اجازت والی احادیث سے منسوخ ہے اور یہ روکنے کی وجہ یہ تھی کہ کہیں قرآن کریم اور احادیث مختلط نہ ہو جائے اور جب یہ خدشہ نہ رہا تو اس کی اجازت دے دی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قرآن کریم کو حدیث کے ساتھ ایک ہی مصحف میں اکٹھے لکھنے سے منع کیا گیا تا کہ اختلاط نہ ہو جائے اور پڑھنے والے پر معاملہ مشتبہ ہو جائے۔"

علامہ سیوطی کی اس وضاحت سے تین باتیں آشکارہ ہوئیں۔

۱۔ منعِ کتابت کی احادیث منسوخ ہیں۔

۲۔ ابتدائی طور پر روکا گیا تھا جس کی بنیادی وجہ قرآن کریم اور احادیث کو اختلاط سے بچانا تھا۔ اور جیسے یہ خدشہ زائل ہوا اس کی اجازت دے دی گئی۔

۳۔ کتابت کی احادیث بعد کی ہیں اور اسی پر اہل علم کا عمل تا حال چلا آرہا ہے۔

۲۔ دوسری حدیث

سیدنا زید بن ثابت کہتے ہیں کہ وہ سیدنا معاویہ کے پاس آئے، انہوں نے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا اور ساتھی سے کہا کہ اسے لکھ لو جواباً سیدنا زید بن ثابت نے کہا:

"إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا أَنْ لَا نَكْتُبَ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِه"[20]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا تھا کہ ہم احادیث نہ لکھیں۔"

حدیث کی اسنادی حیثیت:

[19]عبدالرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي، الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج، دار ابن عفان للنشر والتوزيع-المملكة العربية السعودية–الخبر، الطبعة الأولى 1416ه، رقم الجزء6 ص303

[20]أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السِّجِسْتاني، سنن أبي داود، المكتبة العصرية، صيدا–بيروت، كتاب العلم، باب في كتاب العلم، رقم الحديث: 3646

اس کی سند میں کثیر بن زید اسلمی راوی موجود ہے جس کے بارے میں ائمہ جرح و تعدیل کا کلام موجود ہے جو کہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

- امام احمد نے لیس بہ باس کہا۔[21]
- امام یحی بن معین نے ضعیف کہا ہے۔[22]
- ابوزرعہ: صدوق فیہ لین کہتے ہیں۔[23]
- ابو حاتم: صالح لیس بالقوی یکتب حدیثہ کہتے ہیں۔[24]
- امام نسائی: ضعیف کہتے ہیں۔[25]
- علی بن مدینی: صالح، لیس بالقوی[26]
- ابن حبان نے ثقات میں بھی ذکر کیا[27] اور المجروحین میں جرح بھی کی ہے اور اس کی منفرد روایت کو معتبر قرار نہیں دیا۔[28]

---

[21] أبو عبدالله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، العلل ومعرفة الرجال (رواية ابنه عبدالله)، دار الخاني، الرياض، الطبعة الثانية، 1422ھ، رقم الجزء 2، ص 317، رقم 2406

[22] أبو زكريا يحيى بن معين بن عون بن زياد بن بسطام بن عبدالرحمن المري بالولاء، البغدادي، تاريخ ابن معين رواية ابن محرز، مجمع اللغة العربية — دمشق، الطبعة الأولى، 1405ھ، رقم الجزء 1، ص 70

[23] أبو محمد عبدالرحمن بن محمد الرازي ابن أبي حاتم، الجرح والتعديل، طبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية - بحيدر آباد الدكن — الهند، الطبعة الأولى، 1271ھ، رقم الجزء 7 ص 151

[24] ایضاً

[25] أبو عبدالرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي، الضعفاء والمتروكون للنسائي، دار الوعي — حلب، الطبعة الأولى، 1396ھ ص 89

[26] علي بن عبدالله بن جعفر السعدي بالولاء المديني، البصري، أبو الحسن، سؤالات محمد بن عثمان بن أبي شيبة لعلي بن المديني، مكتبة المعارف — الرياض، الطبعة الأولى، 1404، ص 95

[27] محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي، الثقات، دائرة المعارف العثمانية بحيدر آباد الدكن الهند، الطبعة الأولى، 1393ھ، رقم الجزء 7، ص 354

- ابو جعفر الطبری: ان راویوں میں سے ہے جن کی منقول روایت قابل حجت نہیں۔[29]
- ذہبی: صویلح فیہ لین[30]
- ابن حجر: صدوق یخطئ[31]
- علامہ البانی نے حسن قرار دیا ہے بشر طیکہ کوئی غلطی واضح نہ ہو۔[32]

اس تفصیل کی روشنی میں واضح ہوا کہ یہ راوی اس مرتبے کا نہیں اس کی روایت کو اتنی ساری روایات کے مقابلے میں معتبر مان لیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اس راوی پر کلام صاحب عون المعبود نے بھی علامہ منذری سے نقل کی ہے۔[33]

۳۔ تیسری حدیث

عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر بندھے ہوئے باہر تشریف لائے اور منبر کی سیڑھیاں چڑھنے لگے اور فرمایا:

"مَا هَذِهِ الْكُتُبُ الَّتِي بَلَغَنِي أَنَّكُمْ تَكْتُبُونَهَا؟ أَكِتَابٌ مَعَ كِتَابِ اللَّهِ؟ يُوشِكُ أَنْ يَغْضَبَ اللَّهُ لِكِتَابِهِ فَيُسْرَى عَلَيْهِ لَيْلًا ، فَلَا يَتْرُكَ فِي وَرَقَةٍ وَلَا قَلْبٍ مِنْهُ حَرْفًا إِلَّا ذَهَبَ بِهِ"

---

28 محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمی، البُستي ، **المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين**، دار الوعي۔ حلب، الطبعة الأولى، 1396ھ، رقم الجزء2، ص222

29 أبوالفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني، **تهذيب التهذيب**، مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند، الطبعة الأولى، 1326ھ، رقم الجزء8، ص14

30 شمس الدين أبو عبدالله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي، **معجم الشيوخ**، رقم الجزء1 ص300، مكتبة الصديق، الطائف - المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، 1408ھ

31 أبوالفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني ، **تقريب التهذيب**، دار الرشيد — سوريا، الطبعة الأولى، 1406ھ ص459، رقم الترجمة :5611۔

32 محمد ناصر الدين الألباني ، **إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل**، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الثانية 1405ھ، رقم الجزء5 ص143،

33 محمد أشرف بن أمير بن علي بن حيدر، أبو عبدالرحمن، شرف الحق، الصديقي، العظيم آبادي، **عون المعبود شرح سنن أبي داود ، ومعه حاشية ابن القيم : تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته** ، دار الكتب العلمية — بيروت، الطبعة الثانية، 1415ھ، رقم الجزء 10، ص58

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 2, No. 2 || July-December 2023 || P. 26-41

ترجمہ: "یہ کون سی کتابیں ہیں جن کی مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم لکھتے ہو؟ کیا کتاب اللہ کے ساتھ کوئی کتاب لکھی جائے گی؟ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے اور لوگوں کے سینوں میں اور کسی ورقے پر لکھا ہوا کوئی حرف بھی نہ چھوڑے اور لے جائے۔"

صحابہ نے مومنوں کا کیا ہو گا نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرمائے گا اس کے دل میں لاالہ الااللہ باقی رکھے گا۔[34]

حدیث کی اسنادی حیثیت:

یہ حدیث اسنادی طور پر ضعیف اور نا قابل اعتبار ہے اس کی سند کے راوی عیسی بن میمون پر اہل علم کی سخت جرح موجود ہے جیسا کہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

- علامہ ہیثمی اس حدیث کی سند میں موجود راوی عیسی بن میمون کو متروک کہتے ہیں۔[35]
- امام ابو بکر البیہقی نے انہیں ایک جگہ ضعیف اور ایک جگہ منکر الحدیث کہا ہے۔[36]
- امام أبو حاتم الرازي نے متروک الحدیث کہا ہے۔[37]
- امام أبو حاتم بن حبان البستي کہتے ہیں کہ ثقہ راویوں سے بہت سی ایسی اشیاء بیان کرتا ہے جو موضوع جیسی ہیں اس کی احادیث سے بچنا چاہیے اس کی روایات میں منکر روایات زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کی روایات متروک ہیں۔[38]

---

[34] سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني. **المعجم الأوسط**، دار الحرمين—القاهرة، رقم الجزء7، ص 287

[35] أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي، **مجمع الزوائد ومنبع الفوائد**، مكتبة القدسي، القاهرة، 1414ھ رقم الجزء1 ص150

[36] أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي. **السنن الكبرى**، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثالثة، 1424ھ، وفي الدعوات الكبير له، طبع: غراس للنشر والتوزيع—الكويت، رقم الجزء1 ص360

[37] أبو محمد عبد الرحمن بن محمد الرازي ابن أبي حاتم. **الجرح والتعديل**، طبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية- بحيدر آباد الدكن—الهند، الطبعة الأولى، 1271ھ، رقم الجزء6 ص287

- امام أبوزرعۃ الرازی نے ضعیف الحدیث کہا۔[39]
- امام بخاری نے منکر الحدیث کہا ہے۔[40]
- امام یحی بن معین نے لیس بشئ کہا۔[41]
- امام أبو عیسی الترمذی نے یضعف في الحدیث کہا۔[42]
- امام عمرو بن علی الفلاس متروک الحدیث کہتے ہیں۔[43]
- امام أحمد بن شعیب النسائي نے لیس بثقة، اور ایک مرتبہ متروک الحدیث کہا۔[44]
- امام یعقوب بن سفیان الفسوی کہتے ہیں اس کی حدیث کوئی شے نہیں اور ایک مرتبہ منکر الحدیث کہا۔[45]
- حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ اہل علم نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔[46]

---

[38] محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمی، البُستي ، **المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين**، دار الوعی۔ حلب، الطبعۃ الأولی، 1396ھ، رقم الجزء 2، ص 118

[39] أبو محمد عبد الرحمن بن محمد الرازي ابن أبي حاتم، **الجرح والتعديل** ، **طبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية**۔ بحیدر آباد الدکن۔ الهند، الطبعۃ الأولی، 1271ھ، رقم الجزء 6 ص 287

[40] محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله، **كتاب الضعفاء**، مكتبة ابن عباس، الطبعة: الأولى 1426ھ، ص 102

[41] أبو زكريا يحيى بن معين بن عون بن زياد بن بسطام بن عبد الرحمن المري بالولاء، **البغدادي** ، **تاريخ ابن معين (رواية الدوري)**، مركز البحث العلمي وإحياء التراث الإسلامي۔ مكة المكرمة، الطبعة الأولى، 1399ھ، رقم الجزء 1، ص 70

[42] محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاک، الترمذي، أبو عيسى، جامع الترمذی، دار الغرب الإسلامی۔ بیروت، 1998م، کتاب النکاح، باب ماجاء فی اعلان النکاح، رقم الحدیث 1089

[43] يوسف بن عبد الرحمن بن يوسف، أبو الحجاج المزي، تهذيب الكمال في أسماء الرجال ، **مؤسسة الرسالة**۔ بیروت، الطبعۃ الأولی، 1400ھ، الجزء 23، ص 51

[44] أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي، **الضعفاء والمتروكون للنسائي** ، **دار الوعي**۔ حلب، الطبعۃ الأولی، 1396ھ ص 76

[45] یعقوب بن سفيان بن جوان الفارسي الفسوي، أبو يوسف، **المعرفة والتاريخ** ، **مؤسسة الرسالة**، بيروت، الطبعۃ الثانیۃ، 1401ھ، الجزء 2 ص 122، والجزء 3 ص 138،

- حافظ ابن حجر العسقلانی نے ضعیف کہا ہے۔[47]
- امام دار قطنی نے الضعفاء والمتروکون میں ذکر کیا ہے۔[48]
- امام ابو نعیم نے الضعفاء میں ذکر کیا ہے۔[49]
- امام ابن عدی کہتے ہیں کہ اکثر ایسی احادیث بیان کرتا ہے جن کی متابعت نہیں ملتی۔[50]

اس تفصیل کی روشنی میں واضح ہوا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور قابل حجت نہیں ہے۔

خلاصہ کلام:

حدیث لکھنے کی ممانعت کے حوالے سے جو بھی احادیث نقل ہوئی ہیں، محققین اہل علم کی رائے میں ان میں سے بیشتر ضعیف ہیں۔ سوائے ابو سعید الخدری کی روایت کردہ حدیث کے، چنانچہ ڈاکٹر مصطفی الاعظمی کہتے ہیں:

"وليس هناك حديثٌ واحدٌ صحيحٌ في كراهية الكتاب. اللهمّ إلاّ رواية أبي سعيد الخدريّ رضي الله عنه. مع ما فيها من خلافٍ في وقفها ورفعها، وكذلك المعنى المراد منها"[51]

46شمس الدین أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي، الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة، دار القبلة للثقافة الإسلامية- مؤسسة علوم القرآن، جدة، الطبعة الأولى، 1413ه، الجزء2ص113

47أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني. تقريب التهذيب ، دار الرشيد – سوريا. الطبعة الأولى، 1406ھ ص 459، رقم الترجمة: 5335۔

48أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد البغدادي الدار قطني، الضعفاء والمتروكون ، مجلة الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة ، جزء (2) : العدد60، شوال-ذوالقعدة-ذوالحجة1403ه ص166

49أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد الأصبهاني، الضعفاء، دار الثقافة الدار البيضاء ، الطبعة الأولى. 1405ھ، ص121

50أبو أحمد بن عدي الجرجاني، الكامل في ضعفاء الرجال . الكتب العلمية بيروت-لبنان، الطبعة الأولى، 1418ه، الجزء6ص424

51مصطفى الأعظميّ دكتور، دراسات في الحديث النبويّ وتاريخ تدوينه، المكتب الإسلامی1992، ص80

ترجمہ : "حدیث لکھنے کے ناپسندیدہ ہونے کے بارے میں کوئی ایک صحیح حدیث نہیں ہے، سوائے ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ کی روایت کے، باوجود اس کے کہ اس کے موقوف و مرفوع کے بارے میں بھی اختلاف ہے اور اس کے معنی و مفہوم میں بھی اختلاف ہے۔"

باقی روایات اسنادی طور پر کمزور ہیں اس کے باوجود اہل علم نے دونوں قسم کی روایات کے درمیان جمع و توافق پیدا کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ نھی کی احادیث کا سبب قرآن کریم کو اختلاط سے بچانا تھا اور جب یہ خدشہ زائل ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کی اجازت دی اور نبی کریم ﷺ کے دور میں ہی صحابہ نے لکھا، اور خود نبی کریم ﷺ نے لکھنے کا متعدد مواقع پر حکم دیا، بعض صحابہ کو احادیث لکھ کر دی گئیں اور مختلف لوگوں کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تحریری طور پر خطوط بھیجے گئے۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ نہ لکھنے کی احادیث منسوخ ہیں اور بعد کی احادیث لکھنے کے حکم یا اجازت کی ہیں جسے ناسخ کہا جائے گا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)